رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔ اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | مورخہ ۸ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء | دوشنبہ | مطابق ۱۸۔ رجب سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۷۶

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ۷۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء بعد نماز عصر بعزم سیالکوٹ دارالامان سے روانہ ہو گئے۔ احباب قادیان نے بیرون بلدہ تک مشایعت کی۔ حضور کے ہمراہیوں میں چند احباب کے یہ نام ہیں۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب و صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ مولوی رحیم بخش صاحب۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ منشی غلام نبی صاحب۔ مولوی عبد الصمد صاحب بنگالی۔ مرزا گل محمد صاحب اور بیرونجات سے حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب اور خان ذوالفقار علیخان صاحب۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بھی سیالکوٹ میں حضور سے مل جائینگے۔

نامہ لنڈن

نوشتہ مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر۔ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

سوتھ سی میں لیکچر۔ ایک نومسلم انگریز احمدی کی تقریر

جماعت سوتھ سی جزیرہ برطانیہ کے جنوب میں ایک بندرگاہ سوتھ سی کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں ایک درجن احمدی جماعت کے افراد کی آبادی ہے۔ اور احمدی مبلغین مقامی جماعت احمدیہ کی تربیت و تعلیم اور غیر احمدی پبلک کو تبلیغ کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً وہاں جاتے رہتے ہیں۔ اسجگہ مولوی فتح محمد سیال نے اپنے سابقہ قیام انگلستان کے زمانہ میں لیکچر دئے۔ اور احمدیت کا بیج بویا تھا۔ ان کے بعد حضرات قاضی و مفتی نے وہاں کا دورہ کیا۔ اور تقریریں کیں۔ اور اللہ کے فضل سے فتح محمد کا بویا ہوا بیج قاضی و مفتی کی آبپاشی سے اب ثمر آور درخت ہے۔ اور وہاں کی جماعت کے افراد اپنے رنگ میں تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔

احمد اور احمدیہ مشن جماعت احمدیہ سوتھ سی اور تھیوسوفی سوسائٹی سوتھ سی کی متواتر درخواستوں پر مولوی فتح محمد سیال نے سوتھ سی جانے کا عزم کیا۔ اور جانے سے قبل تھیوسوفی سوسائٹی کو اپنے لیکچروں کے مضامین کی فہرست بھیجدی۔ تاکہ وہ ان میں سے کسی مضمون کا تقریر کے لئے انتخاب کریں۔ اور جماعت سے ملاقات و پبلک کو تبلیغ ہر دو امور ایک وقت میں ہو سکیں۔ اس فہرست کے پہونچنے پر تھیوسوفی کے سکرٹری نے درجن سے زیادہ مضامین میں سے جس مضمون کو ضرورت زمانہ کے لحاظ سے انگلستان کی زمین پر روحانی بارش

کے لئے آب حیات کا کام دینے والا سمجھ کر منتخب کیا۔ وہ

Ahmad and his Mission

یعنے احمدؑ اور احمدیہ مشن تھا۔

لیکچر کے مضمون کا خلاصہ

سوسائٹی کا لیکچر ہال تقریر کے وقت شائق حاضرین سے پُر تھا۔ اور ہر مرد و عورت پیغام احمدؑ سننے کے لئے فتح محمدؐ کا منتظر تھا۔ قابل مقرر نے اپنے مضمون کو نہایت عمدگی سے حاضرین کے ذہن نشین کر دیا۔ اور جس امر پر خصوصیت سے زور دیا۔ اس کو اگر اختصار کے طور پر بیان کیا جائے۔ تو خلاصہ حسب ذیل تھا۔

"اب منشاء الٰہی ہے کہ مشرق و مغرب کو حضرت احمدؑ کی تعلیم کے ذریعہ سے متحد کیا جائے۔ اور آپ لوگ سن رکھیں کہ انگلینڈ اور روس سب سے پہلے اسلام لائینگے۔ جس طرح یورپ کی جنگ۔ انگریزوں کی فتح۔ زار کی حالت کے متعلق تمام پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں۔ اسی طرح یہ پیشگوئی بھی پوری ہو کر رہے گی۔ بدقسمت دنیا جب آنیوالے واقعات کو قبل از وقت سنتی ہے۔ تو ہنستی ہے۔ اور جب ثبوت پوری ہو جاتی ہے۔ تو پھر وجوہات تلاش کرتی ہے سنو۔ احمدیت تم کو مغلوب کریگی۔ تمہارے قلوب کی زمین تسخیر ہو جائیگی۔ اور خدا کی باتیں پوری ہو کر رہینگی" +

لیکچر کے بعد ایک نو مسلم

تقریر کے بعد سوالات و جوابات کا موقعہ دیا گیا۔ مگر سامعین پر وہ ہیبت طاری تھی۔ کہ کسی نے کوئی سوال کرنے کی جرأت نہ کی۔ البتہ مقرر سے بعض لوگوں نے علیحدہ ملاقات کر کے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور مضمون پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ احمدی مسرور اور غیر احمدی خوش ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تصرف کر کے ایک سلیم الطبع انگریز سفید پرند کو مسلمان کر دیا۔ الحمد للہ۔ اس نو بھائی کا نام اگلی اشاعت میں انشاء اللہ شایع کیا جائیگا +

ایک سفید پرند کا گیت

اللہ تعالیٰ کی توصیف ہو۔ کہ ہماری لنڈن کی غریب احمدیہ جماعت اب اس قابل ہے۔ کہ نہ صرف اس کے مرد ممبر تقریریں کرتے ہیں۔ بلکہ عورتیں بھی اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرنے میں مردوں سے پیچھے نہیں۔ آپ نے "سال نو کا پیغام" بہن حنیفہ بکین کی طرف سے پہلے پڑھا ہے۔ اب آپ خوش ہوں۔ کہ ایک اور سفید پرندے نے گذشتہ ایت وار کو احمدی لحن سے دین حقہ اسلام کی خوبیوں کا گیت گایا اور اس عزت و فخر کا اظہار کیا۔ جو اس غریب پرند کو اپنے مقدس صیاد کے دام میں خوش قسمتی سے پڑ جانے کے باعث حاصل ہے۔ یعنی عزیزہ فاطمہ کیتلن نام ایک احمدی نومسلمہ خاتون نے احمدیہ لیکچر ہال میں

"Why have I accepted Islam."

"میں کیوں مسلمان ہوئی" کے مضمون پر تقریر کی

خلاصہ مضمون

سُورۃ فاتحہ کا انگریزی لہجہ اور اصل عربی زبان میں تلاوت کرنے اور پھر اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں سنانے کے بعد مقررہ نے کہا کہ بائبل و قرآن کریم کے انگریزی ترجموں سے عیسائیت و اسلام کی تعلیم کا مقابلہ کرنے اور احمدی مبلغین کے وعظ سننے کے بعد میرا زبانی ایمان حق الیقین سے بدل گیا۔ اور میں اب احمدیت میں جو اصل اسلام ہے۔ روحانی غذا پاتی ہوں۔ فاطمہ کیتلین سلمہا ہا نے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی تائید میں پیش کیں۔ زار کی حالت زار اور حضرت کے لنڈن میں وعظ کرنے کی پیشگوئیاں سنائیں۔ اور اسلام کے دیگر مسائل کے ساتھ مسئلہ کثرت ازدواج کے جواز پر خصوصیت سے زور دیا۔ اور لنڈن کی بد اخلاقی اور عورتوں کی کثرت کو پیش کر کے اس کی ضرورت کی وضاحت کی +

تقریر کے چند فقرات

I was a sinner, I admit, but I am now saved — Mr. S. Faith not through Blood. Yes yes! certainly not through Blood, but in fact through my faith in the Blessed one of Ahmad of Qadian. (Peace be on him.)

Friend!

I am proud to say, 'I am a White Bird of Ahmad,' Ahmad the Messenger of The Latter days. (Peace be on him, and on The Holy Prophet Mohammad.)

میں تسلیم کرتی ہوں کہ میں ایک گنہگار تھی۔ لیکن اب میں ہدایت یافتہ ہوں۔

محمد سلمان فیتھ! کسی خون کے ذریعہ تو نہیں۔ ہاں! ہاں! یقیناً خون کے ذریعہ نہیں۔ بلکہ حقیقتاً اپنے اس ایمان کے ذریعہ جو میں مقدس قادیان کے احمد علیہ السلام پر لائی ہوں

احباب! میں فخر سے کہتی ہوں کہ میں احمدؑ کا ایک سفید پرندہ ہوں۔ ہاں احمد آخری زمانہ کے رسول کا پرندہ ہوں۔ علیہ السلام و علی صاحبہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے متعلق ضروری اطلاع

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے سیالکوٹ تشریف لیجانے کی اطلاع احباب کو دیجا چکی ہے۔ چونکہ حضور کی طبیعت اچھی نہیں ہے اور اس موسم میں زیادہ سفر کرنا صحت کیلئے مضر ہوگا اس لئے احباب کو چاہیئے کہ راستہ میں کسی اور جگہ حضور کو ٹھہرانے کی درخواست نہ کریں۔

والسلام۔ رحیم بخش ایم۔ اے۔ ناظر تالیف و اشاعت قادیان

جناب مفتی صاحب کا سفر امریکہ

جیسا کہ احباب کو اطلاع دی جا چکی ہے۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب بخیر و عافیت امریکہ پہنچ چکے ہیں۔ وہاں فی الحال انکو تبلیغ کرنے میں بعض مشکلات درپیش ہیں جن کے متعلق انشاء اللہ آیندہ مفصل لکھا جائیگا۔ اسوقت ان کے ایک خط کا جو انہوں نے جہاز پر سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور بھیجا اقتباس پیش کرتے ہیں۔ تاکہ احباب کو اس مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے دردِ دل سے دعا کرنے کی تحریک ہو۔

جناب مفتی لکھتے ہیں۔ سفر کی تکالیف سے طبیعت قریباً ہر وقت خراب رہتی ہے سردی دم بدم بڑھتی جاتی ہے۔ اچھا جو اللہ کو منظور ہو ہم اسی کے ہیں۔ اور اسی کی طرف جانا ہے اسی کی خاطر سفر ہے اور اسی کی خاطر حضر۔ جو وہ مل گیا تو سب کچھ پالیا۔ کسی وقت طبیعت بحال ہوتی ہے تو کچھ تبلیغ بھی کیجاتی ہے۔ ضرورت الہام پر ایک مختصر تقریر ایک جلسہ میں کی۔ ایک امریکن تاجر جو اصلاً سرویا کے ہیں اور بہت دلچسپی لیتے رہے۔ اور اسلام قبول کیا۔ مگر سردست مخفی رہنا چاہتے ہیں۔ ایک عرب بہت متاثر ہیں۔ امید ہے۔ انشاء اللہ احمدی ہو جائینگے۔ وہ بھی تاجر ہیں +

(یہ خط ۶۔ فروری ۱۹۲۰ء کا لکھا ہوا ہے۔ ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان ۔ مورخہ ۸- اپریل سنہ ۱۹۲۰ء

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات پر مخالفین کے اعتراض

اور اُن کے مدلّل جواب

(۱)
الہام یَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ

(از قلم مولوی فضل الدین صاحب وکیل)

اخبار اہل حدیث میں ایک معترض نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات پر اعتراض کئے ہیں چونکہ آج کل ہمارے مخالفین کے ہاتھوں میں صرف یہی حربہ رہگیا ہے۔ اس لئے کسی قدر تفصیل کے ساتھ ان اعتراضات کے جواب تحریر کئے جاتے ہیں۔

پہلا اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا الہام یَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ آیت قرآنی اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ کے مخالف ہے۔ کیونکہ الہام بتاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے عرش سے مرزا صاحب کی تعریف کرتا ہے۔ اور قرآن مجید کی یہ آیت بتاتی ہے۔ کہ ہر ایک چیز خدا کی تسبیح و تحمید کرتی ہے۔

معترض کی یہ سراسر غلطی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے الہام یَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ[1] کو آیت اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ کے خلاف سمجھتا ہے۔ کیونکہ آیت کا منشاء صرف یہ ہے۔ کہ ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتی ہے۔ اور کوئی چیز نہیں۔ جو اس کی تحمید اور تسبیح نہ کرتی ہو۔ لیکن اس سے یہ نکالنا کہ اللہ تعالیٰ بھی کسی اپنے مقبول بندہ کی تعریف نہیں کرتا۔ اور اس کی ذات کے یہ بات منافی ہے۔ کہ کبھی اپنے بندہ کی تعریف فرمائے یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں اپنے پاک بندوں کی تعریفیں بیان نہ فرماتا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں بہت سے نیک بندوں کی تعریفیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کی نسبت ایک جگہ تو فرمایا۔ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ کہ ابراہیم بڑے بُردبار۔ بڑے نرم دل۔ ہر بات میں خدا کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔ کہ ابراہیم نبی بڑے ہی سچے تھے۔ پھر ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل کی نسبت فرمایا۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ۔ کہ اسمٰعیل کا ذکر بھی کتاب میں کرو کہ وہ بھی وعدے کے بڑے سچے تھے۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔ کہ ادریس پیغمبر بھی بڑے سچے تھے۔ قرآن کریم میں ایک اور موقعہ پر بہت سے پیغمبروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ۔ کہ ہمارے بندے ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔ یاد کرو۔ ان کو ہم نے خاص بات یعنی یاد آخرت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ اور وہ ہمارے حضور برگزیدہ اور نیک بندوں میں ہیں۔

پھر حضرت موسیٰؑ کی نسبت فرمایا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا۔ کہ وہ بھی ہمارا مخلص بندہ تھا۔ اور نوحؑ کے متعلق کہا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ کہ وہ ہمارا شکر گذار بندہ تھا۔ ایسے ہی اور بہت سے نبی ہیں جن کی تعریفیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا بیان فرمائی ہیں۔ جیسے کہ سلیمان اور ایوب کے حق میں فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ کہ سلیمان اور ایوب اچھے بندے تھے۔ وہ بات بات میں خدا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور یہی تعریف داؤد کی فرمائی ہے جیسے کہ آیا ہے۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ کہ ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو باوجودیکہ وہ ہر طرح کی قوت رکھتے تھے۔ مگر اس پر بھی وہ خدا کی طرف رجوع رکھتے تھے۔

اب ہر ایک شخص جو کچھ بھی عقل رکھتا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ تمام کلمات جو نبیوں کے حق میں قرآن مجید میں فرمائے گئے ہیں۔ یہ سب ان کی تعریفیں ہیں۔ اور یہ سب تعریفیں خدا تعالےٰ نے ہی کی ہیں۔ کسی بندہ نے نہیں کیں۔ پس یہ خیال کرنا کہ خدا تعالےٰ کا کسی اپنے بندہ کی تعریف کرنا۔ اس کی ذات کے منافی ہے۔ اور اس کی شان کے شایاں نہیں۔ یہ ایک ایسا خیال ہے۔ جو قرآن مجید کی تعلیم کے ہرگز موافق نہیں ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تعریف بھی کسی کی ہو گی۔ وہ عرش پر سے ہی ہوگی۔ کیونکہ حسب آیہ کریمہ الرحمٰن علی العرش استویٰ وہ ذات پاک عرش پر ہی مستوی ہے۔ لیکن اس بات کو بخوبی دل یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی اور بہت سی باتوں کا انسانوں کی باتوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کا تعریف و ثنا کرنا بھی انسانوں کے تعریف و ثنا کرنے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ سورہ احزاب میں فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ اور پھر فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ کہ مسلمانو! اللہ تعالےٰ وہ پاک ذات ہے۔ جو تم پر اور تمہارے نبی پر درود بھیجتی ہے۔ اور فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں۔ تم بھی اس نبی پر درود بھیجو۔ اور حدیث میں یہاں تک بھی آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اب ہر ایک شخص جان سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنا

[1] اس الہام کے مشابہ حضرت مسیح موعود کا ایک اور الہام نُثْنِيْ عَلَيْكَ بھی ہے جس کا ترجمہ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ میں یہ کیا گیا ہے کہ "ہم تیری ثنا کرتے ہیں" اس پر جو شبہ معترض کو پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کا بھی پہلا جواب تو وہی ہے۔ جو اس مضمون میں (یَحْمَدُكَ اللّٰهُ) کے متعلق تحریر کیا گیا۔ دوسرے حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹ میں نُثْنِيْ عَلَيْكَ کے معنے حضرت مسیح موعود نے یہ بھی کئے ہیں کہ "خدا تیری تعریف لوگوں میں شائع کریگا" منہ۔

انسانوں کے درود بھیجنے کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ علمائے اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے افعال و صفات میں جو اس کی ذات کے مناسب نہیں ہیں۔ ہمیشہ غایات اور نتائج مراد لئے جاتے ہیں۔ پس اس سے ہمارے مخالفین کو سمجھ لینا چاہیئے کہ انسانوں کا خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور معنی رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کا کسی کی تعریف کرنا اور معنے رکھتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اعجاز المسیح میں لکھا ہے۔ کہ "ہیچ شک نیست کہ او تعالیٰ سوئے کسے برحمت رجوع نمے فرماید و عمل او را بجدو خود کامل نمے فرماید۔ مگر بعد از آنکہ برکار او راضی شد۔ و او را تعریف کرد کہ مستلزم نزول رحمت است"۔ اس فارسی عبارت میں آپ نے بتایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا تعریف کرنا اور اس کا بندے کے کسی فعل پر راضی ہونا یہ معنے رکھتا ہے کہ اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور یہی معنی اس حدیث قدسی کے ہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب کوئی بندہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے۔ تو اس سے بہتر مجلس میں میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

اس اعتراض کے سوا جس کا جواب دیا گیا ہے بعض لوگوں نے الہام یَحْمَدُکَ اللّٰہُ مِنْ عَرْشِہٖ پر بوجہ ناواقفی کے یہ بھی اعتراض کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب اس کو اپنی ایک خصوصیت سمجھتے ہیں۔ اور دوسرے مقربان الٰہی کو اس میں شریک نہیں جانتے۔ سو یہ اعتراض بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود اپنی کتاب اعجاز احمدی میں صاف ارقام فرماتے ہیں کہ :-

ہر ایک عبد مخلص جو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنجاتا ہے
خدا تعالیٰ اس کی عرش پر سے ہی تعریف فرماتا ہے

بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ ؎

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت
بشو از دل ثنا خوان محمدؐ

بعض کا یہ اعتراض ہے کہ حمد کا لفظ بندوں کی تعریف میں نہیں آسکتا۔ اور یہ لفظ خدا تعالیٰ کی تعریف کے لئے مخصوص ہے۔ مگر یہ اعتراض بھی غلط ہے۔ اول تو اس لئے کہ لغت عرب میں اس کی کوئی تخصیص نہیں ہے دوسرے قرآن مجید میں حمد کا لفظ بندوں کی تعریف کے واسطے بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں منافقوں کے تذکرہ میں فرماتا ہے۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۔ کہ جو لوگ اپنے کئے سے خوش ہوتے اور کیا کرایا تو کچھ ہے نہیں۔ اور اس پر چاہتے ہیں۔ کہ ان کی تعریف ہو۔ تو اے پیغمبر ایسے لوگوں کی نسبت ہرگز خیال نہ کرنا کہ یہ لوگ عذاب سے بچے رہینگے اس آیت میں یُّحْمَدُوْا کا لفظ اس بات کا قرینہ ہے۔ کہ حمد کا لفظ بندوں کی تعریف میں بھی آسکتا ہے چونکہ اہل حدیث کے معترض نے اپنے اعتراض میں ایک طرح سے حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو آیت اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ کے انکار کا بھی الزام دیا ہے۔ اس لئے آخر مضمون میں میں چاہتا ہوں کہ تسبیح و تحمید الٰہی کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود کا اپنا مذہب درج کر دوں۔ تاکہ معترض کی یہ غلطی بھی رفع ہو جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب کشتی نوح کے صفحہ ۲۹ میں فرماتے ہیں :-

"(۱) اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (۲) يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۔ یعنی ذرہ ذرہ زمین کا اور آسمان کا خدا کی تحمید اور تقدیس کر رہا ہے۔ اور جو کچھ ان میں ہے وہ تحمید اور تقدیس میں مشغول ہے۔ درخت اس کے ذکر میں مشغول ہیں۔ اور بہت سے راستباز اس کے ذکر میں مشغول ہیں۔ اور جو شخص دل اور زبان کے ساتھ اس کے ذکر میں مشغول نہیں۔ اور خدا کے آگے فروتنی نہیں کرتا۔ اس سے طرح طرح کے شکنجوں اور عذابوں سے قضا و قدر الٰہی فروتنی کرا رہی ہے"

پھر صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں :-

"پہاڑوں اور زمین کا ذرہ ذرہ اور دریاؤں اور سمندروں کا قطرہ قطرہ اور درختوں اور بوٹیوں کا پات پات اور ہر ایک جز ان کا۔ اور انسان اور حیوانات کے کل ذرات خدا کو پہچانتے ہیں۔ اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور اس کی تحمید و تقدیس میں مشغول ہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۔ یعنے جیسے آسمان پر ہر ایک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے۔ ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے"

اور اسی کے مطابق اپنی کتاب اعجاز المسیح صفحہ ۱۲۳ میں تحریر کرتے ہیں :-

"هو سبحانه اشار فی قوله رب العالمین الی انه خالق کل شیءٍ وانه یحمد فی السماء والارضین وان الحامدین کانوا علی حمدہ دائمین وعلی ذکرهم عاکفین۔ وان من شیءٍ الا یسبح ویحمدہ فی کل حین"

کہ سورۃ فاتحہ میں رب العالمین کے لفظ سے اللہ تعالیٰ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ وہ ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اور زمین و آسمان میں اس کی تعریف کیجاتی ہے۔ اور حمد کرنیوالے اس کی حمد پر مداومت کرتے ہیں اور کوئی شے نہیں جو اس کی حمد نہ کرتی ہو۔ ہر آن اس کی حمد و ثنا ہو رہی ہے"

پھر اسی کتاب اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۲۵ میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی فرمایا ہے :-

"ولا یتحقق حقیقة الحمد کما هو حقها الا للذی هو مبدء لجمیع الفیوض والانوار ومحسن علی وجه البصیرة لا من غیر الشعور ولا من الاضطرار فلا یوجد هذا المعنی الا فی الله الخبیر البصیر وانه هو المحسن ومنه المنن کلها فی الاول والآخر وله الحمد فی هذه الدار وتلك الدار والیه یرجع کل حمد ینسب الی الاغیار"

یعنی نہیں متحقق ہوتی حمد کی حقیقت جیسا کہ اس کا حق ہے مگر اس ذات کے لئے کہ وہ مبدء ہے تمام فیوض و انوار کا اور احسان کرنیوالا ہے۔ بطور بصیرت کے نہ بغیر شعور کے اور یہ بات نہیں پائی جاتی۔ مگر اللہ کی ذات میں جو خبیر و بصیر ہے۔ کیونکہ وہی محسن حقیقی ہے۔ اور تمام احسانات اول اور آخر میں اسی کی طرف سے ہیں۔ اور اس دنیا میں اور اگلے جہان میں تمام حمدیں اسی ذات کے لئے ہیں۔ اور ہر ایک حمد جو اس کے غیر کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ اس کا مرجع بھی وہی ہے + مسیح موعود کے ان ارشادات سے ثابت ہے۔ کہ آپ کے نزدیک حقیقی حمد و ثنا کی مستحق صرف خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اور زمین و آسمان میں ہر آن اسی کی تسبیح و تحمید ہو رہی ہے ؛

موجودہ حالات میں غیر مبایعین کی دو رنگی چال

اسے اخبار پیغام کی سراسیمگی اور حواس باختگی سمجھا جائے یا حد سے بڑھی ہوئی چالاکی اور ہوشیاری کہ ایک طرف تو وہ جناب مولوی محمد علی صاحب کی ان تحریروں اور تقریروں سے پیدا شدہ جوش و خروش کے خطرناک نتائج کے ڈر سے جو انہوں نے سلطنت ٹرکی کو اسلامی خلیفہ قرار دے کر اپنے ساتھیوں میں پیدا کر دیا ہے۔ حالات موجودہ سے متاثر نہ ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ اور دوسری طرف خود حالات موجودہ سے متاثر ہو کر ایک مشتعل کرنیوالا مضمون لکھتا ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ دونوں باتیں ایک ہی اخبار کے پرچہ میں شایع کرتا ہے۔ چنانچہ "حالات موجودہ میں ہماری جماعت کا طرز عمل" کے عنوان سے ۲۴ مارچ کے پرچہ میں مولوی محمد علی صاحب کے ساتھیوں کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ:-

"واقعات حاضرہ میں ان کا قدم ایک نہایت صحیح اور درست مسلک پر ہونا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ حالات سے متاثر ہو کر وہ اس مسلک کو چھوڑ دیں"

اور ان کے لئے "نہایت صحیح اور درست مسلک" یہ قرار دیتا ہے کہ:-

"ہمارا نصب العین یہی ہے کہ ہم صُلح اور آشتی کے ساتھ اکناف عالم میں تبلیغ و اشاعت اسلام کریں اسی غرض کے لئے حضرت مسیح موعود ؑ نے ہماری جماعت کو تیار کیا پس ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ہر حالت کے اندر رہکر امن اور محبت کے ساتھ اس کام میں لگے رہیں۔ ہم اپنی پوری توجہ کو اسی ایک امر پر مبذول رکھیں۔ اور اسی ایک امر کو اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ سمجھیں۔ ہمارا تمام زور اور ہماری تمام طاقت اسی طرف صرف ہونی چاہیئے"

اور اس کے ساتھ ہی اپنے ساتھیوں سے یہ التجا کرتا ہے کہ:-

"میں تمام احمدی بھائیوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ حالات حاضرہ کے تاثرات سے محفوظ رہیں"۔ پھر صاف الفاظ میں یہ بھی کہتا ہے کہ:-

"ہمارا کام اشاعت اسلام ہے۔ اور اسی کی طرف ہماری تمام توجہ صرف ہونی چاہیئے۔ اور ملکی معاملات میں پڑ کر اپنے نصب العین کو خیر باد نہ کہدینی چاہیئے"

لیکن اس کے مقابلہ میں اسی اخبار میں "ٹرکی کی قسمت کا فیصلہ اور ہمارا فرض" کے عنوان سے ایک مضمون لکھ کر اور اس کے اردگرد ماتمی جدول کھینچ کر نہ صرف اپنے حالات حاضرہ سے متاثر ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ اپنے ناظرین کو "حالات حاضرہ کے تاثرات" سے متاثر کرنے کے لئے نہایت پر جوش اور گمراہ کن مضمون شایع کرتا ہے۔ جس میں ترکوں کی حد سے زیادہ مدح سرائی کرتے ہوئے اس طرح نوحہ کرتا ہے کہ:-

"آہ! یہ کیسے اندوہناک، الم افزا اور روح فرسا واقعات ہیں۔ اور کیسا بھیانک نظارہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی ایک رہی سہی سلطنت جو تیس کروڑ مسلمانوں کے مرکز کی سلطنت ہے۔ تختہ دنیا سے مٹ جائے۔ آج اس غم میں ایک دل ہی مجروح نہیں آج ایک گھر ہی ماتم کدہ نہیں۔ بلکہ ساری دنیائے اسلام سوگوار ہے۔ اور روئے زمین کے چپہ چپہ پر صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ اس تازہ زخم نے پرانے زخموں کو پھر ہرا کر دیا ہے۔ آج اندلس کی یاد پھر تازہ ہو گئی آج غرناطہ کی تباہی آنکھوں میں پھر گئی...... یہ ہمارا غم و اندوہ کوئی اچنبا چیز نہیں۔ یہ ایک قدرتی اور فطرتی جذبہ ہے۔ جو بے اختیار ایسے صدمہ کے وقت اپنا اثر دکھاتا ہے۔ اور انسان خود روتا ہے اور دوسروں کو رُلاتا ہے"

پھر اسی پر بس نہیں کرتا۔ بلکہ اس حد سے بڑھے ہوئے جوش و خروش میں اندھا ہو کر کچھ ایسی باتیں بھی لکھ جاتا ہے۔ جنہیں خود ہی پشیمان ہو کر اور حکومت وقت کی گرفت سے ڈر کر خط تنسیخ نہیں بلکہ سیاہی کے بڑے بڑے دھبے لگا دیتا ہے۔ چنانچہ ۲۴ مارچ کے چار پرچے جو خلاف معمول ہمیں بھیجے گئے ہیں۔ ان چاروں پر سیاہی کے ٹیکے پیغام کی رُو سیاہی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

اس کے متعلق ہم پیغام اور جناب مولوی محمد علی صاحب سے صرف اتنا دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا ان کا ایک طرف بناوٹی طور پر اپنے ساتھیوں کو یہ تلقین کرنا کہ وہ حالات اور واقعات حاضرہ سے متاثر نہ ہوں۔ اور دوسری طرف ان کے جذبات اور خیالات کو اسقدر زور اور سختی کے ساتھ مشتعل کرنا صاف اور کھلے طور پر ان کی اس خواہش کو ظاہر نہیں کرتا۔ کہ ان کے کوتہ اندیش ساتھی حالات حاضرہ سے متاثر ہو کر جو چاہیں کر گذریں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اندوہناک، الم افزا اور روح فرسا واقعات قرار دیکر یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ انہوں نے "پرانے زخموں کو ہرا کر دیا۔ آج اندلس کی یاد پھر تازہ ہو گئی۔ آج غرناطہ کی تباہی آنکھوں میں پھر گئی" وہاں یہ بھی کہدیا گیا ہے۔ کہ "یہ ہمارا اندوہ و غم کوئی اچنبا چیز نہیں۔ یہ ایک قدرتی اور فطرتی جذبہ ہے۔ جو بے اختیار ایسے صدمہ کے وقت اپنا اثر دکھاتا ہے" جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ حالات حاضرہ سے متاثر نہ ہونے کی جو تلقین کی گئی ہے۔ وہ محض بناوٹی اور دکھاوے کی ہے کیونکہ حالات ہی ایسے ہیں کہ ان سے مشتعل ہونا قدرتی اور فطرتی جذبہ ہے۔ جو بے اختیار اپنا اثر دکھاتا ہے اور اس کو روکا نہیں جا سکتا۔

دراصل پیغام کا یہ دو رنگی نقشہ ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی اصلی حالت کا۔ اور ان کے اس طرز عمل کا جس پر وہ کاربند ہونا چاہتے ہیں۔ پس عقلمند اور سمجھدار اصحاب دیکھیں کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کا اخبار حضرت مسیح موعود ؑ کی تعلیم کو پس پشت ڈالکر اپنے دام افتادوں کو کس خطرناک اور تباہ کن غار کی طرف دھکیل رہا ہے۔ اور اگر اب بھی انہوں نے اپنی آنکھیں نہ کھولیں۔ اور اس دام ہلاکت سے نکلنے کی کوشش نہ کی تو وہ ایسے گڑھے میں جا گرینگے۔ کہ جس سے نکلنا ان کے لئے قطعاً ناممکن ہوگا۔

اس موقعہ پر ہم مولوی محمد علی صاحب اور ان کے اخبار سے یہ بھی کہدینا چاہتے ہیں کہ وہ کب تک اس دو رنگی چال سے اپنے حقیقی اور اصلی ارادوں کو چھپاتے رہینگے۔ اور کب یکسُو ہو کر اپنے اس طرز عمل کو ظاہر کرینگے۔ جسے فی الحال کسی قدر پیچیدہ طور پر نمایاں کر رہے ہیں۔ اب تو ان کی اس منافقت کا پردہ بہت خفیف اور ہلکا ہو گیا ہے۔ اگر کچھ بھی جرأت اور دلیری رکھتے ہیں۔ تو اس کو چاک کر کے پھینک دیں۔ کیا ہم ان سے اس کی اُمید رکھیں؟

مولوی محمد علی صاحب اور مرزا نذر علی صاحب کی چشمک

ہم الفضل کی ایک گذشتہ اشاعت میں دکھا چکے ہیں کہ پیغام کے امیر مولوی محمد علی صاحب تو ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ترک سلطان آیۃ استخلاف کے ماتحت خلیفۃ الرسول ہے۔ اور پیغام اس بات کی تائید میں الفضل سے دست و گریبان ہو رہا ہے۔ لیکن اسی پیغام میں مرزا نذر علی صاحب پشاوری نے لکھا اور نہایت زور شور سے لکھا ہے۔ کہ ترکوں کا سلطان ہرگز ہرگز آیۃ استخلاف کے ماتحت خلیفہ نہیں۔ اور جو ایسا خیال کرتا ہے۔ وہ آیت استخلاف کی تاویلات بعیدہ کر کے مطلب کو دور سے دور تر پہنچاتا ہے۔ ابھی تک پیغام نے یہ بھی نہیں بتایا تھا۔ کہ اس تضاد و تخالف کی کیا وجہ ہے۔ اور یہ اتنا بڑا تصادم کیوں واقعہ ہوا ہے۔ کہ ۲۲ مارچ کے پیغام نے مولوی محمد علی صاحب اور مرزا نذر علی صاحب کی نئی آویزش کو ہمارے سامنے کر دیا۔ اور وہ اس طرح کہ جناب مولوی محمد علی صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ اور برسر منبر جلوہ آرا اور خانہ خدا میں کھڑے ہو کر فرماتے ہیں کہ مبایعین جب ہم سے بحث کرنے لگتے ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ قرآن کریم کی طرف آئیں۔ اور اس سے فیصلہ چاہیں۔ ہمارے سامنے مرزا صاحب کی کتب پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے تنازعے کے فیصلہ کے لئے قرآن کریم ہی حکم ہو سکتا ہے حضرت صاحب کی کتب نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اس کے بالکل خلاف جناب مرزا نذر علی صاحب یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مبایعین سے جب ہم بحث کرنے لگتے ہیں تو وہ بجائے حضرت اقدس کی کتب سے فیصلہ کرنے کے ہمارے سامنے قرآن پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

ان دونوں باتوں میں جس قدر تضاد اور تخالف پایا جاتا ہے۔ اس کو مدنظر رکھ کر ممکن ہے۔ کسی کے دل میں خیال پیدا ہو۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب جس بات کو مبایعین کی طرف منسوب کریں۔ اسی کی مرزا نذر علی صاحب تردید کر دیں۔ اور اس کے بالکل خلاف کہیں۔ اس لئے ذیل میں ہم اس کے ثبوت میں پیغام کے اصل الفاظ نقل کرتے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب اپنے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں

"ادھر اس سے واپس آتے ہوئے مجھے فیروز پور ٹھہرنا پڑا۔ وہاں اس پرانے مسئلہ یعنی نبوت مسیح موعود پر بحث تھی۔ میں نے ان لوگوں کو کہا کہ دیکھو اگر ہم یہ طریق اختیار کریں کہ چند اقوال (حضرت مسیح موعود) تم پیش کرو۔ اور چند اقوال ہم پیش کریں تو اس سے ہم کسی نتیجہ پر نہیں پہونچ سکیں گے۔ اور جن لوگوں نے ایسا طریق اختیار کیا ہے۔ وہ کبھی بھی حقیقت کو نہیں پہونچے۔ کوئی بنیاد قائم کرنی چاہیئے۔ کوئی اصول ہونا چاہیئے کیونکہ اصول ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو فروع پر روشنی ڈالتا ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ ایک نے کہا کہ کیا حضرت صاحب حکم نہیں ہیں۔ کہ ہم ان کے اقوال کو قرآن و حدیث کے پیش کریں۔"

ان الفاظ میں مولوی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ ظاہر ہے کہ مبایعین ان کے سامنے نبوت کے متعلق مسیح موعود کی کتب کے حوالجات پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ طریق فیصلہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ قرآن کریم پیش کریں۔ اس کے مقابلہ میں اسی اخبار میں مرزا نذر علی صاحب کے مضمون کی جو بعنوان "ولایت و نبوت" شائع ہوا ہے۔ حسب ذیل سطور ملاحظہ ہوں:-

"مجھ کو میاں صاحب اور ان کے مریدوں پر اس لئے تعجب آتا ہے۔ کہ وہ جناب مسیح موعود علیہ السلام کے نبی ثابت کرنے میں جب مدعی کی اپنی کتابوں میں کامیابی نہیں دیکھتے۔ تو کہتے ہیں۔ ہم قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔ اس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ مدعی کو وہ دلائل قرآن مستحضر تھے جو اگرچہ ہم کو بھی اسوقت تو معلوم نہ تھے۔ مگر اس کی وفات کے بعد ہم نے قرآن میں تدبر کرنے سے وہ دلائل نکالے ہیں۔ اب یہ ایسی نامعقول بات ہے کہ جس کے بے ہودہ ہونے پر عقل و نقل شاہد ہے۔ جو شخص جس دعوے کا مدعی ہو۔ اور خود ملہم ہو۔ خدا سے علم لدنی پانیوالا ہو۔ اس کو قرآن سے وہ دلائل نہ خود معلوم ہوں۔ نہ خدا اس کو وہ دلائل قرآنی بتلاوے بلکہ بقول شخصے اس مثل کا مصداق ہو۔ "پیراں نمے پرند۔ مریداں مے پرانند۔"

(پیغام ۲۲ مارچ ۱۹۲۰ء)

کیا یہ حیرت اور تعجب کا مقام نہیں کہ پیغام کے امیر صاحب تو فرماتے ہیں کہ مبایعین ہمارے سامنے کتب مسیح موعود ع تنازعات کے انفصال کے لئے پیش کرتے ہیں۔ جو سخت غلطی ہے۔ ان کو کتب مسیح موعود کی بجائے قرآن کریم پیش کرنا چاہیئے۔ لیکن امیر صاحب کے مخلص مرزا نذر علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مبایعین ہمارے سامنے کتب مسیح موعود ع نہیں پیش کرتے۔ بلکہ قرآن پیش کرتے ہیں۔ اور پھر یہی نہیں کہتے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی کتب کو چھوڑ کر صرف قرآن کو اختیار کرنے کے "نامعقول" اور "بے ہودہ ہونے پر عقل و نقل" کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ اب ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ان بے اصول لوگوں سے کیونکر فیصلہ کریں۔ جو طریق فیصلہ کے دونوں راستوں کو ہمارے لئے خود ہی بند کئے دیتے ہیں اور ساتھ ہی الزام بھی ہمارے ہی سر دھر رہے ہیں۔

کیا پیغام یہ بتانے کی تکلیف گوارا کریگا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو کچھ مبایعین کے متعلق فرمایا وہ جھوٹ ہے یا جو کچھ مرزا نذر علی صاحب نے لکھا۔ وہ غلط۔ بات دراصل یہ ہے کہ مبایعین مسئلہ نبوت کے فیصلہ کے لئے ان حضرات کے سامنے قرآن کریم بھی پیش کرتے ہیں اور حضرت اقدس کی کتب بھی۔ اور ان کو اختیار دیتے ہیں کہ وہ جس طریق کو چاہیں۔ پسند کریں۔ اور ہم سے فیصلہ کریں۔ لیکن غیر مبایعین خود کسی پہلو قیام نہیں اختیار کرتے۔ اگر کہا جائے۔ کہ قرآن کریم سے فیصلہ کر لو تو اپنے بودے عقائد اور خیالات کو جانتے ہوئے یہ عذر پیش کر کے فرار ہو جاتے ہیں۔ کہ تم حضرت مسیح موعود کی کتب کو چھوڑ رہے ہو جن کا

یہ مطلب ہے - کہ گویا حضرت صاحب کو وہ دلائل مستحضر نہ تھے - جو تم قرآن سے نبوت کے متعلق پیش کرو گے - اور چونکہ یہ صحیح نہیں ہے - کہ جو شخص جس دعویٰ کا مدعی ہو - اور خود ملہم ہو - خدا سے علم لدنی پانیوالا ہو - اس کو قرآن سے وہ دلائل نہ خود معلوم ہوں - اور نہ خدا اس کو وہ دلائل قرآنی تبلا دے - اس لئے ہم تم سے گفتگو نہیں کرتے - اور جس وقت یہ کہا جائے - کہ آؤ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے ذریعہ آپ کے دعویٰ نبوت کا فیصلہ کر لو - تو بالفاظ مولوی محمد علی صاحب یہ کہکر بھاگ جاتے ہیں کہ :-

"ہم کو اس حکم خداوندی کے بموجب قرآن و حدیث میں سے ہی فیصلہ طلب کرنا چاہیئے - اور دیکھنا چاہیئے - کہ قرآن و حدیث اس مسئلہ میں کیا کہتے ہیں"

پس ہم تو ہر طرح فیصلہ کے لئے تیار اور آمادہ ہیں لیکن جبکہ غیر مبایعین خود ہی کسی اصل پر قائم نہ رہنا چاہیں - تو فیصلہ کس طرح ہو - مگر تعجب اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ الزام ہم پر ہی لگایا جاتا ہے - امیر صاحب اُٹھتے ہیں تو مسجد میں کھڑے ہو کر فرماتے ہیں - کہ مبایعین قرآن سے فیصلہ کرنے کی طرف نہیں آتے - اور انہی کے ساتھیوں میں سے ایک اور صاحب کھڑے ہوتے ہیں - تو فرماتے ہیں - کہ مبایعین حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے فیصلہ نہیں کرتے - قرآن کی طرف دوڑتے ہیں - گویا مولوی محمد علی صاحب کی تردید نذر علی صاحب کر رہے ہیں - اور نذر علی صاحب کی تردید محمد علی صاحب فرما رہے ہیں - اس لئے ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں یہ دونوں خود آپس میں فیصلہ کر لیں کہ ان میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے - اور اس کے بعد ہمارے متعلق جو کچھ کہنا چاہیں - متفقہ طور پر کہیں - ورنہ اس قسم کی تحریروں اور تقریروں سے سوائے اس کے اور کچھ نہیں ظاہر ہو رہا - کہ ہمارے خلاف غیر مبایعین خواہ ان کے امیر ہوں یا غریب - جو کچھ ان کی زبان پر آتا ہے - بغیر سوچے سمجھے کہدیتے ہیں - اور اتنا بھی خیال نہیں کرتے - کہ کوئی ایسی بات تو نہ کہیں - جس کا واقعات کے خلاف ہونا تو خیر لیکن امیر صاحب کے خلاف نہ ہو ٭

اخیر میں ہم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں - کہ وہ ایسی تحریروں کو جن سے غیر مبایعین کے قلوب ہم سے شقی ہونے کا ثبوت ملتا ہے - بڑی فراخ حوصلگی اور جرأت کے ساتھ پہلو بہ پہلو شائع فرما دیتے ہیں - اور ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ آیندہ بھی اسی طرح کرتے رہینگے - اور کسی کے ناجائز رعب یا سرزنش سے اپنے آپ کو مرعوب نہ ہونے دینگے ٭

---

۲۸ مارچ ۱۹۲۰ء کا پیغام سے مطالبہ

پیغام جو آج (۵ - اپریل) تک ہمیں نہیں بھیجا گیا - اس میں "ایک خط مسئلہ خلافت پر" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے - جس کے متعلق لکھا گیا ہے کہ "یہ خط ہمارے ایک احمدی بزرگ نے اپنے کسی احمدی دوست کو تحریر فرمایا ہے" اور اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ "کسی دوست" کے خط کے جواب میں لکھا گیا ہے - لیکن چونکہ اس سے صاف طور پر یہ پتہ نہیں لگتا - کہ "کسی دوست" نے "ایک احمدی بزرگ" کو اپنے خط میں کیا لکھا تھا - اور کیا دریافت کیا تھا - اس لئے پیغام کو چاہیئے تھا - کہ جواب شائع کرنے سے قبل اس خط کو درج کرتا - تاکہ جواب کی حقیقت معلوم ہو سکتی - ورنہ یوں کسی کو کیا معلوم ہو سکتا ہے - کہ اس کو کن سوالات کے جواب دیئے گئے - کیا پیغام مہربانی کر کے وہ خط شائع کرنے کی کوشش کریگا جس کا جواب اس نے شایع کیا -

یہ مطالبہ کرنے کی ہمیں خاص طور پر اس جواب کے ایک فقرہ سے تحریک ہوئی ہے - جو یہ ہے کہ :-

"ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی چاہیئے کہ ۱۹۱۲ء میں مولوی محمد علی صاحب نے یا کسی اور شخص نے کیا کہا تھا ہمیں تو قرآن و حدیث سے غرض ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں"

اس سے ظاہر ہوتا ہے - کہ مولوی محمد علی صاحب خلافت ٹرکی اور ترکوں کے متعلق جو خیالات اور اعتقادات اب ظاہر کر رہے ہیں - وہ ۱۹۱۲ء میں نہ رکھتے تھے بلکہ ان کے خلاف کہتے تھے - اور اس بات سے پیغام کے "ایک احمدی بزرگ" بھی انکار نہیں کرتے - بلکہ اسے تسلیم کرتے ہوئے اس کا جواب دیتے ہیں کہ "ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہیئے - کہ ۱۹۱۲ء میں مولوی محمد علی صاحب نے یا کسی اور شخص نے کیا کہا تھا"

یہ تو بالکل ٹھیک ہے - کہ مولوی محمد علی صاحب جو پوزیشن غیر مبایعین کے نزدیک ہے - اس کا یہی تقاضا ہے - کہ مولوی محمد علی صاحب کی تجویزات بھی وہ خلاف منشار پائیں - اسے یہ کہکر ٹھکرا دیں - کہ ہمیں تو قرآن و حدیث سے غرض ہے - کہ وہ کیا کہتا ہے - اور اس کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ ہی نہیں - کیونکہ خود مولوی محمد علی صاحب زمانہ کے ساتھ ساتھ رنگ بدلتے جاتے ہیں - آج سے چند سال قبل جو خیالات ان کے تھے - آج دیدہ دلیری کے ساتھ ان کے بالکل برخلاف کہہ رہے ہیں - لیکن سوال یہ ہے - کہ ایسا شخص جس کے مزاج میں اس قدر تلون پایا جاتا ہو اپنی کسی بات پر قائم ہی نہ رہے - وہ سنجیدہ اور عقلمند اصحاب کی نگاہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے - پس پیغام مہربانی کر کے اس خط کو بھی شایع کرے - جس کا اس نے جواب شایع کیا ہے - اور جس کی رُو سے پیغام کے "ایک احمدی بزرگ" نے تسلیم کر لیا ہے - کہ خلافت ٹرکی اور ترکوں کے متعلق جو خیالات مولوی محمد علی صاحب اب ظاہر کر رہے ہیں - یہ ۱۹۱۲ء میں ان کے نہ تھے - تا ایک بار اور معلوم ہو جائے - کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی بات کے کسقدر کچے اور بودے ہیں - اور ان کی کسی بات پر اعتبار کرنا کتنی بڑی غلطی ہے ٭

الفضل میں شایع ہونیوالے اشتہاروں کے متعلق اعلان

احباب کو یہ بات اچھی طرح نوٹ کر لینی چاہیئے کہ الفضل صیغہ اشتہارات میں جو باتیں شایع ہوتی ہیں - ان کے صحیح اور درست ہونے کا اخبار کسی صورت میں بھی ذمہ دار نہیں - ان کی تمام و کمال ذمہ داری صرف اشتہار دینے والوں پر ہوتی ہے ٭

جہلم میں اہلحدیثوں سے مباحثہ

۱۴ مارچ ۱۹۲۶ء کو جہلم میں جناب مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے مولوی ثناء اللہ صاحب و مولوی ابراہیم صاحب سے جو مباحثہ کیا۔ اس کی مختصر رپورٹ جناب مولوی غلام رسول صاحب کے قلم سے لکھی ہوئی درج ذیل کیجاتی ہے۔

مولوی ثناء اللہ سے گفتگو

مولوی ثناء اللہ صاحب نے سٹیج پر کھڑے ہوکر مولوی ابراہیم صاحب کی صدارت میں دس دس منٹ کے ٹائم کی تقسیم سے گفتگو شروع کی۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار "مولوی ثناء اللہ امرتسری سے آخری فیصلہ" نام کو پیش کرکے اس اشتہار کی بعض عبارتیں پڑھیں اور بیان کیا۔ کہ مرزا صاحب اپنے اس اشتہار کے فیصلہ کی رو سے مجھ سے پہلے مرے اور جھوٹے ثابت ہوئے۔ اور میں اب تک زندہ ہوں پس یہ فیصلہ اپنے پیر کا مرزائی صاحبان کو قبول کر لینا چاہیئے۔

اس کے جواب میں خاکسار نے اپنے وقت میں مولوی ثناء اللہ صاحب اور حاضرین کو خوب متوجہ کرکے چار باتیں پیش کیں۔

(۱) مولوی ثناء اللہ کا یہ قول کہ مرزا صاحب میرے مقابل فوت ہوئے۔ سراسر غلط ہے۔ اور اس فیصلہ کے لئے سب سے پہلا حکم ہم قرآن کریم کو پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم۔ پس جس طرح مولوی ثناء اللہ مسیح محمدی کے مقابل اپنے قول کو پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح مسیح اسرائیلی کے بالمقابل یہود کا قول انا قتلنا المسيح الخ ہے۔ میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر یہود اپنے قول میں سچے ہیں تو آپ بھی سچے۔ لیکن اگر وہ اپنے قول میں جھوٹے ہیں اور سچی بات یہی ہے۔ کہ ما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم۔ کہ انھوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا۔ لیکن ان کے لئے شبہ پیدا کر دیا گیا۔ پس اسی طرح جو جواب قرآن کریم میں یہود کو دیا گیا۔ اور جو فیصلہ ان کے تنازع کے لئے پیش کیا گیا۔ وہی ہماری طرف سے سمجھ لینا چاہیئے۔ اب آپ بتلایئے۔ کہ یہود اپنے قول میں سچے ہیں۔ میں امید بلکہ یقین سے کہتا ہوں۔ کہ آپ یہی جواب دینگے۔ کہ یہود جھوٹے ہیں۔ پس جب مسیح کے مقابل یہود جھوٹے ہیں تو مثیل مسیح یعنے مسیح محمدی کے بالمقابل مثیل یہود کیونکر سچا ٹھہرا۔

۲۔ دوسرا جواب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت سے دیا جاتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ مسیلمہ کذاب جو جھوٹا تھا۔ اس کی زندگی میں آنحضرتؐ اس سے پہلے فوت ہوگئے۔ پس مرزا صاحب کا یہ طرز فیصلہ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے۔ آنحضرتؐ اور مسیلمہ کے واقعہ کے خلاف ہونے سے صحیح نہیں۔ پس مولوی ثناء اللہ کے اس مسلمہ کے رو سے حضرت مرزا صاحب کا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح مدعی کی حیثیت میں تھے۔ مولوی ثناء اللہ سے پہلے فوت ہو جانا آپ کو مثیل آنحضرتؐ اور مولوی صاحب کو مثیل مسیلمہ بناتا ہے۔ کیا مولوی ثناء اللہ کو اس سے انکار ہے۔

۳۔ تیسرا جواب مولوی ثناء اللہ کے اپنے پیش کردہ معیار قرآن کریم کی رو سے پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اخبار اہل حدیث کے صفحہ ۴ پر شائع کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کا یہ کہنا اور فیصلہ کے لئے یہ صورت معیار کرنا کہ سچے کی زندگی میں جھوٹا ہلاک ہو جائے۔ قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن میں تو ہے۔ کہ جھوٹے مفسد۔ دغاباز اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمر دی جاتی ہے۔ تا اس مہلت میں وہ اور بھی گناہ کرلیں۔

سو مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس عبارت کی رو سے لمبی عمر والا اور مہلت پانیوالا کون ہے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ عمر دراز اور مہلت پانیوالا میں ہوں نہ مرزا صاحب۔ پس کذاب۔ مفسد دغاباز نافرمان کا فتویٰ بھی آپ کی تحریر کے مطابق آپ پر ہی لگا۔

(۴) چوتھا جواب یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب کو حضرت مرزا صاحب نے اپنے اشتہار مذکور کے اخیر میں مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ آپ جو چاہیں۔ اس کے نیچے لکھ دیں۔ جس کے جواب میں آپ نے لکھا کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔ سو جب مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے فیصلہ والے اشتہار کو منظور ہی نہیں کیا۔ اور اسے منظور کرنا خلاف عقل و دانش قرار دیا ہے۔ تو اب میں پوچھتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب اس اشتہار کا اب کیوں نام لیتے ہیں۔ کیا اس سے بقول آپ کے آپ کی نادانی اور بے وقوفی ظاہر نہیں ہوتی۔

سو یہ چار جواب دیئے گئے۔ جنھیں سنکر حاضرین پر بہت ہی اچھا اثر ہوا۔ اور لوگوں کو خوب معلوم ہو گیا۔ کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ اور یہ کہ مولوی ثناء اللہ اس اشتہار کے ذکر سے عوام اور سادہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ سو خدا کے فضل سے ان جوابات سے عقل اور سمجھ والے لوگ بخوبی سمجھ گئے۔

اس کے بعد مولوی ثناء اللہ اٹھے۔ اور وہ پھر اشتہار کی عبارت پڑھنے لگے۔ اور اخیر وقت تک اپنی ٹرنوں میں اشتہار ہی پیش کرتے رہے۔ اور کچھ مزید بیان کیا تو اسی کے متعلق کہ یہ اشتہار یکطرفہ دعا تھی۔ مباہلہ کی صورت میں پیش نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ جب اسے اسی کے رسالہ مرقع بابت جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۸ سے اسی کی عبارت پڑھ کر بتایا گیا۔ کہ دیکھو تم نے خود اس اشتہار کے فیصلہ کو مباہلہ تسلیم کیا ہے۔ تو کہنے لگا یہ اسی طرح ہے۔ جس طرح مرزا صاحب نے مولوی غلام دستگیر قصوری کی یکطرفہ دعا کو مجازی طور پر مباہلہ کہدیا۔ اس کے جواب میں کہا گیا کہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ یکطرفہ دعا میں منظوری اور عدم منظوری کا تعلق نہیں۔ لیکن آپ کے نزدیک اگر یکطرفہ دعا تھی۔ تو آپ نے یہ کیوں لکھ مارا کہ یہ تحریر تمہاری نہ مجھے منظور ہے۔ نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔ کیا اس سے صاف طور پر نہیں پایا جاتا۔ کہ آپ نے اپنی دانائی سے حضرت صاحب کے اشتہار کو مباہلہ کا اشتہار سمجھا۔ اور مباہلہ کا اشتہار سمجھکر اس کی منظوری سے انکار کرکے اپنی دانائی کا اظہار کیا۔ اور اگر یکطرفہ دعا تھی۔ تو آپ کو یہ کہاں سے سمجھ آگئی۔ کہ اس کے متعلق یہ لکھا جائے۔ کہ یہ تحریر تمہاری

مجھے منظور نہیں - کیونکہ یک طرفہ دعا میں جب تمہاری منظوری اور عدم منظوری کا کوئی بھی تعلق نہ تھا - تو کیا یہ نادانی نہیں کہ اس کے متعلق یہ کہہ مارا کہ مجھے منظور نہیں -

علاوہ اس کے میں نے کئی ایک نشانوں کا ذکر کر کے حاضرین کو تبلیغ بھی کر دی - اور مولوی ثناء اللہ سے کئی ایک مطالبات کا جواب چاہا - اور ساتھ ہی یہ بھی کہا - کہ یہ پہاڑ کے برابر تمہارے اوپر پتھر رکھا گیا - جو قیامت تک آپ سے اُٹھ نہیں سکیگا - اور اگر اٹھا سکتا ہے - تو اٹھا کر دکھاؤ لیکن آپ جواب دے سکے - اور مطالبات کے بوجھ سے پشت دوتا کر کے ہی میدان سے نکلے -

مولوی ابراہیم صاحب سے گفتگو -

مولوی ابراہیم صاحب سے پچھلے پہر گفتگو ہوئی - لیکن افسوس کہ باوجود بار بار کے تقاضا کے وقت صرف آدھ گھنٹہ دیا گیا - مولوی ابراہیم صاحب نے محمدی بیگم کی پیشگوئی کو اپنے تمام وقت میں بار بار ذکر کیا - اور لوگوں کو مغالطہ دینا چاہا - اور علاوہ اس کے منطقی طرز پر گفتگو کو شروع کیا - کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے - کہ خدا کے سارے وعدے سچے ہیں - اور محمدی بیگم کے نکاح کا وعدہ بھی ہے جو سچا ہو کر رہے گا - پس یہ امر منطقی طرز میں موجبہ کلیہ ہے جس کا نقیض سالبہ جزیہ ہوا کرتا ہے - پس بتایا جائے - کہ محمدی بیگم کے ساتھ کیوں نکاح نہیں ہوا -

اس کے جواب میں کہا گیا - کہ مولوی ابراہیم صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی ذلت اور کمزوری کو دیکھ کر اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے منطق کی پناہ لی ہے - لیکن ہم انشاء اللہ انہیں اس آڑ میں بھی چھپنے نہیں دینگے - اور جس مغالطہ کو وہ منطق کے پردہ میں پیش کر کے اپنا بچاؤ ڈھونڈتے ہیں - اس سارے راز کو ہمتِ ازہام کر کے دکھایا جائے گا - لیکن بہتر ہوتا - کہ منطقی طرز پر کلام کرنا مجلس علماء کے درمیان ہوتا - اور عوام میں ایسا طرز خلاف حدیث کلموا الناس علے عقولهم ولا تكلموا الناس علے قدر عقو لکم ہے - اب مولوی صاحب کا موجبہ کلیہ اور سالبہ جزیہ کہنے کو عوام کیا سمجھتے ہیں - لیکن تمثیلات کے ذریعہ ہم انشاء اللہ مولوی صاحب کی منطق کی قلعی بھی عوام پر کھولتے جائینگے - چنانچہ مولوی صاحب کا خدا تعالےٰ کے وعدوں کے مطابق موجبہ کلیہ کہنا اور بلالحاظ ان وعدوں کے جو امور بدیہیہ یا نظریہ کے شرائط کے ساتھ مشروط بھی ہوں - ان کو ان وعدوں پر قیاس کر کے دعوٰی کا دینا جو محکمات کے رنگ میں صاف اور بیّن طور پر پائے جاتے ہیں - بناء فاسد علی الفاسد ہے - پس مولوی صاحب پہلے اپنے اس منطقی قضیہ کو قرآن کے مطابق درست اور سیدھا کریں پھر پیش کریں؟

اس کے جواب میں مولوی ابراہیم نے آیت ان اللہ لا یخلف المیعاد وغیرہ کو پیش کیا - جس کے جواب میں کہا گیا - کہ یہ درست ہے - لیکن اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ لا یخلف اللہ وعدہٗ ولکن اکثر الناس لا یعلمون - یعنے اللہ تعالےٰ وعدہ خلافی تو نہیں کرتا لیکن یہ ہو سکتا ہے - کہ وہ ایسے طور پر پورا کر دے - کہ اکثر لوگ اس کے سمجھنے سے قاصر رہیں - اور ٹھوکر کھا جائیں - چنانچہ قرآن میں محکمات اور متشابہات دونوں قسم کا ذکر ہے - پس محکمات وہ ہیں - جن پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا - اور متشابہات وہی ہیں - جن پر اعتراضات اور شبہات پیش کئے جاتے ہیں - پھر و واعدنا موسٰی ثلٰثین لیلۃ فاتممنٰھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ اور آیت یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم - اور آیت ربنا و اٰتنا ما وعدتنا علٰی رسلک - اور آیت ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا اور آیت یمحو اللہ ما یشاء و یثبت اور آیت اذا بدلنا اٰیۃ مکان اٰیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر - ان آیات سے معلوم ہوتا ہے - کہ گو وعدہ الٰہی مطابق علم الٰہی ٹھیک ہوتا ہے - لیکن بعض صورتوں میں متشابہات کے رنگ میں ہونے سے بظاہر مغالطہ لگ جاتا ہے چنانچہ آیت اول میں تیس دن کے وعدہ کو چالیس میں پورا کیا - اور اس صورت کو متشابہات کے رنگ میں پیش کر کے واذ واعدنا موسٰی اربعین لیلۃ سے بتایا کہ محکم اربعین لیلۃ ہی ہے - اسی طرح دوسری آیت میں کتب لکم کے مخاطبوں سے وعدہ ہے - لیکن وہ یتیھون فی الارض اربعین سنۃ کے مصداق بنے - اور محروم رہے - اور وعدہ کو پورا کرنے کے لئے دُعا سے مشروط کیا - حالانکہ جب وعدہ ہے - تو بہر حال پورا ہونا ہی ہے - پھر دُعا کا کیا مطلب - لیکن دُعا نہ کی جائے تو وعدہ بوجہ مشروط بدعا ہونے کے ٹل جائیگا - اسی طرح بعد کی آیات میں بعض نشانوں کو جو پیشگوئی کی صورت میں ہوتے ہیں - ان کی نسبت نسخ - محو اور تبدیل کا قانون بھی پیش کیا گیا - اب قرآن کریم کی ان آیات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ محمدی بیگم والی پیشگوئی قابل اعتراض ہے - محمدی بیگم کے متعلق کیا پیشگوئی تھی - یہی کہ اگر احمد بیگ لڑکی کا نکاح کر دے گا - تو وہ برکات پائیگی نہ دیگا - تو تین سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا - اب ہم پوچھتے ہیں - کہ اس نے لڑکی کو نکاح کر دیا - جواب ملتا ہے کہ نہیں - پھر ہم پوچھتے ہیں کہ نہ نکاح کر دینے پر وہ تین سال تک زندہ رہا - یا اس کے اندر ہی ہلاک ہو گیا - تو واقعات بتلاتے ہیں - کہ وہ پیشگوئی کے مطابق تین سال کے اندر اندر ہی ہلاک ہو گیا - اب یہ پیشگوئی جو بالکل صاف ہے - یہ قابل اعتراض کیونکر ٹھہری - باقی رہا اس کے داماد سلطان محمد کی موت کے متعلق اور اس کی عورت کا بیوہ ہو کر نکاح میں آنا سو اس کے لئے ایھا المرأۃ توبی توبی کا الہام کافی جواب ہے - جو وعدہ نکاح کو مشروط بتوقع کر دیتا ہے - اور احمد بیگ کی موت کے بعد احمد بیگ کی اقارب کی حالت عجز و نیاز اور ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعا کے لئے خطوط لکھنا جو ان کے متضرع ہونے کی علامت ہے - اور قرآن میں لعلھم یتضرعون سے پتہ لگتا ہے - کہ تضرع کی حالت عذاب کو رد کرتی ہے - پس جب اس قاعدہ کے نیچے احمد بیگ کا داماد وعید سے بچ گیا تو ساتھ ہی نکاح کا وعدہ جو مشروط بتوقع وعید تھا بحکم اذا فات الشرط فات المشروط موافق شرط الہام کے ظہور میں آیا - وھو حقیقۃ بمعناہ الاصلی

دوسرے دن الگ جلسہ میں خاکسار نے بفضلہٖ تعالےٰ خوب تبلیغ کی - اور مخالفوں کو سوال و جواب کے لئے دو موقع دئے - لیکن مقابلہ میں کوئی بھی نہ آیا - والحمد للہ علٰی ذالک ۔

فہرست نو مبایعین

یہ نمبر شمار جنوری سنہ ۱۹۲۰ء سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان میں آکر بعیت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی پھر بعض دفعہ بعیت کرنیوالوں کے نام مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہو سکتے ہیں ان کو شایع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہی کا یہ نمبر شمار ہے۔

(ایڈیٹر)

بقیہ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

۱۵۹۔ عبدالرحیم صاحب۔ لاہور
۱۶۰۔ برادر زادی خان بہادر عبدالحق صاحب۔ بیلی بھیت
۱۶۱۔ دی کٹیاچہ مالابار
۱۶۲۔ دی مریم "
۱۶۳۔ سی محمد صاحب "
۱۶۴۔ دی سی حسن صاحب "
۱۶۵۔ حسین بی بی ضلع گوجرات
۱۶۶۔ بابو محکم دین صاحب پشاور
۱۶۷۔ ایم بی حسین صاحب بیمن سنگھ
۱۶۸۔ این ایم سایل ابراہیم صاحب "
[illegible]۔ رحمت بی بی۔ ضلع ہوشیارپور
۱۷۰۔ امام بی بی۔ " "
[illegible] منشی ولی محمد صاحب " "
[illegible] محمد سعد اللہ صاحب " "
[illegible]۔ عنایت اللہ صاحب۔ لاہور
[illegible]۔ مہر دین صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
[illegible] عبدالکریم صاحب " "
[illegible]۔ ویوی چند صاحب نو مسلم منٹگمری
۱۷۷۔ اللہ دتا صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
۱۷۸۔ چودہری حکم الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۷۹۔ فیروز الدین صاحب جہلم
۱۸۰۔ قطب الدین صاحب ضلع جالندہر
۱۸۱۔ مرزا حسین علی صاحب " گورداسپور
۱۸۲۔ چودہری انور محمد صاحب " منٹگمری
۱۸۳۔ ماسٹر الہداد خان صاحب " سرگودہ
۱۸۴۔ عبدالعزیز صاحب " انبالہ
۱۸۵۔ غلام قادر صاحب " "
۱۸۶۔ ڈاکٹر رفیع الدین " لاہور
۱۸۷۔ فاطمہ بی بی " شاہ پور
۱۸۸۔ غلام محمد صاحب سندہ
۱۸۹۔ سردار بیگم " جہلم
۱۹۰۔ کرم داد صاحب " گوجرات
۱۹۱۔ چراغ الدین صاحب " سیالکوٹ
۱۹۲۔ فضل الٰہی صاحب " راولپنڈی
۱۹۳۔ مسکین اللہ صاحب " سیالکوٹ
۱۹۴۔ سماۃ بنوں پٹیالہ
۱۹۵۔ نظام الدین صاحب۔ پٹیالہ
۱۹۶۔ فاطمہ "
۱۹۷۔ نہال صاحب "
۱۹۸۔ امام الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۹۹۔ زینب بی بی " امرتسر
۲۰۰۔ والدہ صاحبہ مولوی احسان الحق صاحب۔ مونگہیر
۲۰۱۔ اہلیہ صاحبہ "
۲۰۲۔ محمد اسمٰعیل صاحب ضلع سیالکوٹ
۲۰۳۔ محمد دین صاحب " "
۲۰۴۔ محمد بخش صاحب " "
۲۰۵۔ والدہ صاحبہ صوبیدار ولی محمد صاحب ضلع گورداسپور
۲۰۶۔ میر بخش صاحب " سیالکوٹ
۲۰۷۔ سید بی بی " گوجرات
۲۰۸۔ اللہ دتا صاحب " سیالکوٹ
۲۰۹۔ مراد خان صاحب " گورداسپور
۲۱۰۔ فضل بی بی " "
۲۱۱۔ حکیم کرم دین صاحب " جالندہر
۲۱۲۔ رحمت خان صاحب " سیالکوٹ
۲۱۳۔ جلال خان صاحب " "
۲۱۴۔ غلام رسول صاحب " "
۲۱۵۔ ناظر حسین صاحب " "
۲۱۶۔ والدہ غلام رسول صاحب " "
۲۱۷۔ محمد نواب خان صاحب " ملتان
۲۱۸۔ میر سید نمیر حسین صاحب " "
۲۱۹۔ بڈھا صاحب ضلع گجرات
۲۲۰۔ چودہری عطا محمد صاحب " سیالکوٹ
۲۲۱۔ چودہری حاکم علی صاحب " "
۲۲۲۔ چودہری قاسم خان صاحب " "
۲۲۳۔ عالم بی بی " "
۲۲۴۔ نصیر الدین صاحب " "
۲۲۵۔ داور خان صاحب " "
۲۲۶۔ بی بی باجرہ " جالندہر
۲۲۷۔ بی بی سائرہ " "
۲۲۸۔ رحم دار صاحب کشمیر
۲۲۹۔ غلام صاحب۔ عدن
۲۳۰۔ محمد حسین صاحب ضلع ڈیرہ غازیخان
۲۳۱۔ جمشید علی خان صاحب ضلع جہلم
۲۳۲۔ منشی حاکم دین صاحب " جالندہر
۲۳۳۔ ناصر دین صاحب " "
۲۳۴۔ مولاداد صاحب " سیالکوٹ
۲۳۵۔ اللہ دتہ صاحب " لائل پور
۲۳۶۔ ابراہیم صاحب " "
۲۳۷۔ اسمٰعیل صاحب " "
۲۳۸۔ غلام رسول صاحب " "
۲۳۹۔ محمد علی صاحب " "
۲۴۰۔ محمد صاحب " "
۲۴۱۔ منشی عنایت اللہ صاحب لاہور

ماہ فروری سنہ ۱۹۲۰ء

۲۴۲۔ منشی محمد اسمٰعیل صاحب ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان
۲۴۳۔ میاں غلام محمد صاحب ضلع ڈیرہ غازیخان
۲۴۴۔ غلام قاسم صاحب " "
۲۴۵۔ غلام محمد صاحب " گجرات
۲۴۶۔ مس ہنڈلے صابر کرم مونگہیر
۲۴۷۔ منشی عطار محمد صاحب ضلع ڈیرہ غازیخان
۲۴۸۔ نظام الدین صاحب ضلع گورداسپور
۲۴۹۔ والدہ سید عبدالغفار صاحب مونگہیر
۲۵۰۔ محمد عبدالقادر صاحب حیدرآباد
۲۵۱۔ محمد بخش صاحب بہاول پور
۲۵۲۔ قاسم باجی عدن
۲۵۳۔ عبدالقادر صاحب۔ بمبئی
۲۵۴۔ اہلیہ صاحبہ مولوی محمد حسین صاحب ضلع گوجرات
۲۵۵۔ شیخ قدرت اللہ صاحب لکھنو
۲۵۶۔ میاں محمد یوسف صاحب "
۲۵۷۔ جمال الدین صاحب پشاور
۲۵۸۔ اہلیہ صاحبہ سید محمد حبیب صاحب مظفرپور
۲۵۹۔ غلام فاطمہ۔ ضلع سیالکوٹ
۲۶۰۔ عبدالعزیز صاحب " "
۲۶۱۔ مریم بی بی " "
۲۶۲۔ زینب بی بی " "
۲۶۳۔ فیروز الدین صاحب لاہور
۲۶۴۔ زینب بی بی " گورداسپور
۲۶۵۔ سائرہ " جالندہر
۲۶۶۔ یعقوب صاحب " "
۲۶۷۔ عبدالکریم صاحب " "
۲۶۸۔ سکینہ بی بی " "
۲۶۹۔ بھولاں " "
۲۷۰۔ اللہ دتی " "
۲۷۱۔ اہلیہ صاحبہ سید عبدالغفار صاحب مونگہیر
۲۷۲۔ " " محمد نعیم الدین صاحب "
۲۷۳۔ سید عبدالغفور صاحب "
۲۷۴۔ فاطمہ بن کٹی مالابار
۲۷۵۔ بے فاطمہ "
۲۷۶۔ محمد صاحب "
۲۷۷۔ کنجی قلندان صاحب "
۲۷۸۔ پی محمود صاحب "
۲۷۹۔ یٰسین صاحب جہلم
۲۸۰۔ محمد الدین صاحب ضلع شیخوپورہ
۲۸۱۔ رحیم بخش صاحب " گورداسپور
۲۸۲۔ مولا بخش صاحب " شاہپور
۲۸۳۔ اللہ دہی صاحب " "
۲۸۴۔ اللہ دتا صاحب " "
۲۸۵۔ غلام رسول صاحب " "
۲۸۶۔ حسین بی بی " "
۲۸۷۔ محمد دین صاحب " "
۲۸۸۔ احمد الدین صاحب " "
۲۸۹۔ عبداللہ صاحب " "
۲۹۰۔ مہر اللہ بخش صاحب " سیالکوٹ
۲۹۱۔ چودہری پیر اندتا صاحب "
۲۹۲۔ اہلیہ صاحبہ منشی غلام حسین صاحب ضلع منٹگمری
۲۹۳۔ محمد یٰسین خان صاحب ضلع رہتک
۲۹۴۔ چودہری سردار خان صاحب ضلع جہلم
۲۹۵۔ اہلیہ صاحبہ نظام الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۲۹۶۔ اہلیہ صاحبہ چودہری فتح محمد صاحب ضلع لاہور
۲۹۷۔ جنت " " " " "
۲۹۸۔ شیر محمد صاحب " "
۲۹۹۔ نور احمد صاحب " "
۳۰۰۔ اسمٰعیل صاحب " "
۳۰۱۔ غلام محمد صاحب " "
۳۰۲۔ عبدالحمید خان صاحب " ہوشیارپور
۳۰۳۔ غلام حسن صاحب " جہلم
۳۰۴۔ چودہری فتح محمد صاحب ضلع لاہور
۳۰۵۔ سید ظہور حسین صاحب ضلع بھاگلپور

(باقی آیندہ انشاء اللہ)

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

قادیان میں سکنی زمین خریدنے والوں کے لئے ایک موقعہ

جلسہ کے موقعہ پر بہت سے احباب نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ کوئی سکنی زمین فی الحال مل سکتی ہے یا نہیں۔ اسوقت چونکہ موقعہ نہیں تھا اسلئے انکی خدمتیں انتظار کرنے کے لئے کہا گیا تھا اب اس اعلان کے ذریعہ سے میں احباب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ محلہ جات دار الفضل اور دار الرحمت ہر دو میں سکنی زمین موجود ہے نرخ وہی معروف یعنی ساڑھے بارہ روپیہ فی مرلہ۔ بڑی سڑک کے اوپر کے ٹکڑوں کا پندرہ روپیہ فی مرلہ۔ اس کے علاوہ جہاں احمدیہ سٹور نے دکانوں کیواسطے عمارت بنالی ہے۔ اس کے پاس بھی کچھ زمین قابل فروخت ہے۔ اس کی قیمت زیادہ ہوگی۔ کیونکہ وہ نسبتاً پرانی آبادی کے بہت نزدیک ہے۔ خواہشمند احباب درخواستیں اور روپیہ جلد بھجوا دیں۔ فقط

(صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد۔ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا

سُرمہ ممیرا اور سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزاروں روپیہ کماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر والحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شایع کیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور میں نے بھی نفع اُٹھایا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مصدقہ ہے۔ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامۃ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیابند اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ ممیرا قسم اول فی تولہ عہ۔ اصلی ممیرا کی دس روپے فی تولہ۔ یہ سُرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں ان کیلئے بہت مفید اور مجرب اور مقوی بصر ہے۔ خصوصاً طلباء کے لئے۔

سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع مشتہی طعام۔ قاطع بلغم ورياح ودافع بواسیر۔ فاد بلغم وقاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ۔ مثانہ وسلس البول وسیلان منی و یبوست و درد مفاصل کیلئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کیوقت ہمراہ دودھ استعمال کریں۔ قسم اول عہ

المشتہر۔ احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان (گورداسپور)

قاعدۂ یسّرنا القرآن کی نسبت

حضرت مسیح موعودؑ آمین مطبوعہ ۲۷ - نومبر ۱۹۰۱ء کے انیسویں شعر میں فرماتے ہیں:۔ "وہ تعلیم اِک تُو نے بتا دی" اور اس مصرع کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔ "قاعدۂ یسّرنا القرآن بچوں کے لئے بیشک بہت مفید چیز ہے اِس سے بہتر اور کوئی طریقۂ تعلیم خیال میں نہیں آتا" پس احباب کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو اِسی قاعدہ پر پڑھائیں۔ آمین مذکورہ بالا کا پانچواں شعر اور دسواں اور گیارھواں شعر بھی قاعدۂ یسّرنا القرآن کے متعلق ہے اور اٹھارھواں شعر جس کا پہلا مصرع یہ ہے کہ "پڑھایا جس نے اُس پر بھی کرم کر" مصنفِ قاعدۂ یسّرنا القرآن کے لئے ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر دفتر قاعدۂ یسّرنا القرآن قادیان۔ پنجاب

قیمت

فی قاعدہ ۴؍ قادیان سے باہر کے تاجر صاحبان کے لئے فی روپیہ ۳؍ کمیشن

قادیان میں ایک مکان قابل فروخت

ایک مکان قادیان میں قابل فروخت ہے - جو کوارٹرز دارالعلوم کے قریب ہے - نہایت عمدہ کھلا ہوا دار جس میں تمام ضروریات مہیا ہیں - جس کا رقبہ ۱۲ مرلے ہے - چار دیواری اور باہر کی دیواریں پختہ ہیں اور اندر کی دیواریں کچی ہیں - اور اوپر بالا خانہ اور صحن جس میں رہائش بخوبی ہو سکتی ہے - جس کا مختصر ڈیزائن نیچے دیا جاتا ہے -

شمالی
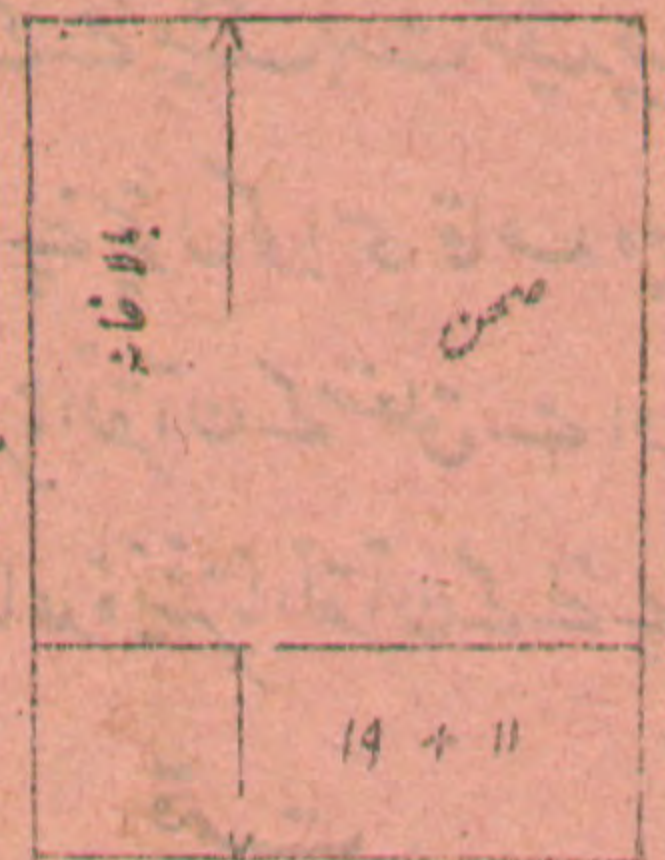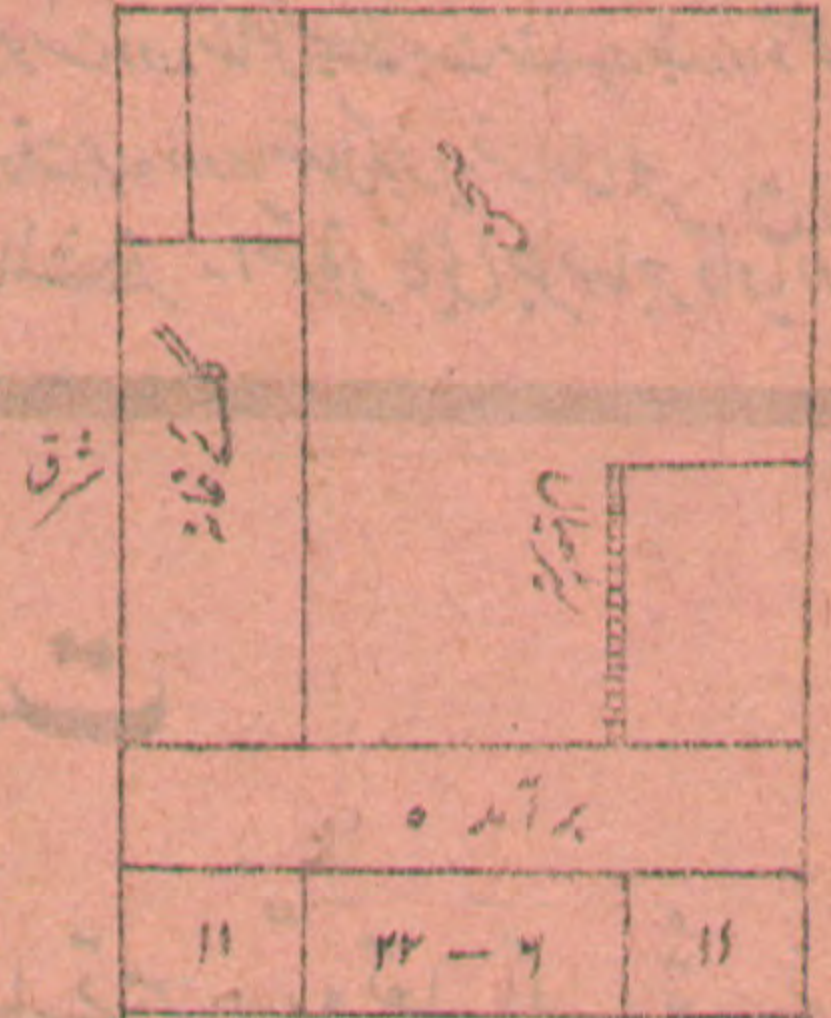
شرق

برآمدہ

جو صاحب کو خریدنا ہو - دفتر امور عامہ سے خط و کتابت کریں

المشتہر :- ناظر امور عامہ قادیان

چونے کی کان

اگر آپ کو اس وقت تک یہ معلوم نہیں تو اب سن لیں - اور یاد رکھیں کہ بیرم پور تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور میں چونے کی کان ہے - جہاں سے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا کچا چونہ جسے کھنگری کہتے ہیں - بکثرت دستیاب ہوتا ہے - کچے چونے کو ہم بڑے بڑے بھٹوں میں جلاتے ہیں تو ایسا اعلیٰ درجہ کی قلعی و چونا تیار ہوتا ہے - جو پائداری اور گرفت میں پتھر کے چونے سے بدرجہا بڑھ کر ہوتا ہے لیکن آج کل بیچنے والوں کی حرص کے باعث خالص گھی کی طرح خالص چونا کا ملنا بھی سخت محال بلکہ قریب ناممکن کے ہو رہا ہے گھی کی ملاوٹ کا حال تو خریدتے وقت دیکھنے یا چکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن چونے کی ملاوٹ کا حال دیکھنے یا ہاتھ لگانے سے معلوم کر لینا قطعاً ناممکن ہے - پس خلق خدا کی اس دقت کو محسوس کر کے انکی بہبودی کی خاطر ہم نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ اشتہار ہذا کے ذریعہ اپنے کارخانہ کا تیار شدہ

اصلی خالص اور اعلیٰ درجہ کا چونا

پبلک کے سامنے پیش کیا جاوے - تاکہ وہ لوگ جنکو کسی عمارت وغیرہ کے لئے چونے کی ضرورت ہو اور جنکی نظر بہاؤ میں چند پیسوں یا پیروں کی کمی بیشی پر نہیں - بلکہ وہ اصلی اور خالص چیز کے خواہشمند ہیں وہ فائدہ اٹھا سکیں نیز تجارت پیشہ لوگ جو چونے کی تجارت کرتے ہوں یا آیندہ چونے کی تجارت کرنا چاہیں وہ ہمارے کارخانہ سے چونا منگوا کر آزمائش کریں خدا چاہے - تو ہر طرح سے فائدہ ہی فائدہ میں رہینگے - نرخ حسب ذیل ہے :-

چونا خالص درجہ اول	ایک روپیہ	ایک من
" " دوم	" "	سوا من
" " سوم	" "	ڈیڑھ من
" " چہارم	" "	دو من

نوٹ یہ بہاؤ بیرم پور میں ہے - کرایہ بذمہ خریدار قیمت ہر صورت پیشگی بیرم پور سے دو میل گڑھ شنکر ریلوے سٹیشن ہے آپ آرڈر بھیجتے وقت ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھیں -

المشتہر چوہدری سعادت علیخان احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ

پروپرائیٹر اینڈ مینیجر چونا فیکٹری بیرم پور تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور

لاہور میں احمدی دواخانہ

جس کا نام

حضرت خلیفۃ المسیح نے رفیق مریضاں رکھا ہے جس میں ہر قسم کے انگریزی نسخہ جات تیار کئے جاتے ہیں - اس لئے بذریعہ اعلان ہذا ملتمس ہوں کہ اگر کسی بھائی کو انگریزی نسخہ یا دوائی کی ضرورت ہو تو میری معرفت طلب فرماویں - باہر کے آرڈر بھی سپلائی کئے جا سکتے ہیں -

عبد الجلیل رفیق مریضاں میڈیکل ہال اندرون موچی دروازہ لاہور

ضروری اطلاع

ہائی سکول قادیان میں ایک ٹرینڈ گریجوایٹ ماسٹر سرٹیفکیٹڈ اور چار جے وی مدرسین کی ضرورت ہے - جو صاحب مدرسہ ہذا کی ملازمت اختیار کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی درخواستیں مع نقول سندات جلد ہیڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان کے پاس بھیجدیں - تنخواہ معقول دیجاویگی - احمدی احباب کیلئے اچھا موقعہ ہے -

قاضی عبد اللہ عفا اللہ عنہ - ہیڈ ماسٹر - قادیان

اشتہار

بخدمت جمیع برادران عرض ہے کہ یہ خاکسار عرصہ ۸ سال سے احمدآباد میں کام کھال پیشہ اور چرم کا کرتا ہے جو بھائی یہاں سے کھال پیشہ چرم گاؤ - پیچہ بکری - چرم گاؤ - پیچہ فریم پر خشک شدہ ہڈی سینگ اور ریشم اور جٹ اور بکری یا دیگر کوئی چیز اس شہر کی طلب کرینگے انشاء اللہ کوشش سے خرید کر روانہ کروں گا کمیشن وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کر لیں -

المشتہر عمر الدین احمدی حیدرآبادی محلہ مرزا پور احمد آباد شہر

اعلان

تمام انجمنوں کو آگے بھی توجہ دلائی جا چکی ہے کہ ہمارے دفتر میں ان کے پتے نہ ہونے کے باعث کار ضروریہ پر سخت برا اثر پڑتا ہے لیکن اسوقت تک انجمنہائے احمدیہ کی کم توجہی برابر جاری ہے - پھر ایک دفعہ عرض ہے کہ دفتر امور عامہ بوجہ نہ ہونے انجمنوں کے پتوں کے بعض اوقات سخت ضروری کارروائی سے ناچار رہتا ہے اسوقت تک ۵۰ - انجمنوں کے سکرٹری صاحبان کے پتے وصول ہو چکے ہیں

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر منار الاسلام پریس قادیان میں چھپکر الکان کے لئے شائع ہوا)